

## ستبرداری کی شق

”مقامی زبان میں ترجمہ شدہ فیصلہ مدعی کے محدود استعمال کے لئے ہے کہ وہ اسے اپنی زبان میں سمجھنے اور اسے کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ تمام عملی اور سرکاری مقاصد کے لیے فیصلے کا انگریزی وژن مستند ہوگا۔“

## وی وی آر۔ این۔ ایم۔ سببیا چیٹیار

بنام

## کمشنرانکم ٹیکس، مدراس۔

[سید فضل علی، مکھرجی اور چندر شیکھرا ایٹر جج صاحبان]

بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ (11 بابت 1922)، دفعہ 4 اے (ب) ہندو اٹوٹ خاندان۔  
رہائش۔ ٹیسٹ۔ بھارت کے حسب وقع دورے اور وہاں پر خاندانی امور میں شرکت، ثبوت کی ذمہ داری "اختیار اور انتظام"، "واقع" مکمل طور پر "اور" امور، کے معنی۔

دفعہ 4 اے (ب) میں استعمال شدہ الفاظ: (i) کہ عام طور پر ایک ہندو غیر منقسم خاندان کو قابل ٹیکس علاقوں میں رہائشی سمجھا جائے گا، لیکن اس طرح کا مفروضہ لاگو نہیں ہوگا اگر کیس کو شق کے دوسرے حصے کے تحت لایا جاسکتا ہے، (ii) لفظ "امور" سے مراد ایسے معاملات جو انکم ٹیکس ایکٹ کے مقصد کے لیے متعلقہ ہیں اور جن کا آمدنی سے کچھ تعلق ہے، (iii) یہ سوال کہ آیا معاملہ استثنیٰ کے تحت آتا ہے اس پر منحصر ہے کہ آیا خاندان کے معاملات کی نگرانی اور کنٹرول کا مرکز برطانوی ہندوستان کے اندر یا باہر ہے، اور (iv) ایسے حقائق کو ثابت کرنے کی ذمہ داری جو اس کے کیس کو استثنیٰ کے اندر لائے گی جو بعد کے حصے سے فراہم کی گئی ہے۔

بیان محاورہ "اختیار و انتظام"۔ انکم ٹیکس ایکٹ کے 4 اے (ب) کنٹرول کرنے اور ہدایت

دینے کیا اختیار کی نشاندہی کرتا ہے، ”سر اور دماغ“ جیسا کہ اسے بعض اوقات کہا جاتا ہے؛ ”واقع“ سے مراد کسی خاص جگہ پر کسی حد تک استحکام کے ساتھ اس طرح کے اختیار کا استعمال کرنا ہے؛ اور ”مکمل طور پر“ ایسا لگتا ہے کہ اس طرح کے اختیار کے دو الگ الگ اور مختلف جگہوں کے درمیان تقسیم ہونے کے امکان کو مکمل طور پر تسلیم کرتا ہے اور یہ کہ ایک ہندو غیر منقسم خاندان کی ایک سے زیادہ رہائش ہو سکتی ہے جس طرح ایک کارپوریشن کی ہو سکتی ہے۔

ایک ہندو غیر منقسم خاندان کا کارنا اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ سیلون میں کاروبار کرتا تھا، جو ان کی رہائش گاہ بن چکی تھی۔ اس کے پاس کچھ غیر منقولہ جائیداد تھی اور برطانوی ہندوستان میں اس کا ایک مکان اور سرمایہ کاری تھی۔ مالی سال میں انہوں نے برطانوی ہندوستان کا دورہ کیا اور کل 101 دنوں تک وہاں مقیم رہا اور اپنے قیام کے دوران برطانوی ہندوستان میں دو کمپنیاں شروع کیں، خاندانی زمینوں سے متعلق قانونی چارہ جوئی میں ذاتی طور پر شرکت کی، اور خاندان کی آمدنی کی تشخیص سے متعلق کارروائی میں انکم ٹیکس حکام کے سامنے پیش ہوئے:

یہ کہا گیا کہ یہ حقائق برطانوی ہندوستان میں خاندانی امور کے اختیار اور انتظام کے مرکز کے وجود کو قائم کرنے کے لیے لازمی طور پر فیصلہ کن نہیں تھے، لیکن وہ کسی بھی طرح سے اس معاملے سے غیر متعلقہ نہیں تھے، اور اس وجہ سے کہ ٹیکس دہندہ نے قانون کے تحت عائد ذمہ داری کو تمام مادی شواہد پیش کر کے ختم نہیں کیا تھا جو اسے یہ ظاہر کرنے کے لیے پیش کرنے کو کہا گیا تھا کہ عام طور پر اور یقیناً ہندوستان کے امور کو لمبو سے کنٹرول کیے جا رہے تھے، پہلے حصے کے تحت عام مفروضہ تھا کہ دفعہ 4 اے (ب) کو نافذ کیا جانا چاہیے اور ٹیکس دہندہ کو زیر بحث سال کے دوران برطانوی ہندوستان میں رہائشی کے طور پر سمجھا جانا چاہیے۔ تاہم ٹیکس دہندہ کے پاس اختیار تھا کہ وہ مستقبل کے سالوں میں مناسب شواہد کے ذریعے یہ ثابت کرے کہ خاندان کے امور کا کنٹرول اور انتظام کا مرکز مکمل طور پر برطانوی ہندوستان سے باہر تھا۔

دی بیر بنام ہو (5 ٹیکس کیس - 198)، سویڈش سنٹرل ریلوے کمپنی  
 لمیٹڈ بنام تھا مسن (9 ٹیکس کیس - 373) کا حوالہ دیا گیا۔  
 اپیلیٹ دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر XXXVIII بابت 1949۔  
 22 اگست 1947 کو مدراس میں با اختیار عدالت عالیہ کی طرف سے (جنٹل چیف جسٹس  
 اور پتتجلی شاستری جج) کے ایک فیصلے سے اپیل - انکم ٹیکس اپیلٹ ٹریبونل (حوالہ نمبر 25 بابت  
 1946) کے ذریعے بنائے گئے، بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کی بحوالہ دفعہ 66(1)۔  
 اپیلنٹ کی طرف سے: (کرے راجہ ایر (بشمول کرے سری نواسن)۔  
 جواب دہندگان کی طرف سے: (ایم سی سینتلواد (بشمول جی این جوشی)  
 دسمبر 21 بابت 1950 - عدالت کا فیصلہ مندرجہ ذیل کے ذریعے سنایا گیا

**فضل علی جج** - یہ مدراس کی با اختیار عدالت عالیہ کے ایک فیصلہ پر اپیل ہے جو انڈین  
 انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66(1) کے تحت انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کے ذریعے سال 43-1942 کے لیے انکم ٹیکس  
 میں اپیل کنندہ کی تشخیص کے سلسلے میں کی گئی تھی۔ عدالت عالیہ کو بھیجا گیا قانون کا سوال مندرجہ ذیل تھا:  
 مقدمے کے پس منظر میں، ٹیکس دہندہ (ایک ہندو غیر منقسم خاندان) انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 4  
 اے (ب) کے تحت برطانوی ہندوستان میں رہائشی ہے۔

مقدمے کے پس منظر کو مختصر طور پر درج ذیل بیان کیا جاسکتا ہے۔ اپیل کنندہ ایک مشترکہ ہندو  
 خاندان کا کارنتا ہے اور اپنی بیوی، بیٹے اور تین بیٹیوں کے ساتھ سیلون میں رہ رہا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ وہ اس  
 ملک میں آباد ہیں۔ وہ کولمبو میں جنرل ٹریڈنگ کارپوریشن کے نام اور انداز میں کاروبار کرتا ہے، اور وہ  
 برطانوی ہندوستان میں ایک مکان، کچھ غیر منقولہ جائیداد اور سرمایہ کاری کا مالک ہے۔

برطانوی ہندوستان میں وجے پورم اور ناگا پٹنم میں واقع دو فرموں میں بھی ان کے حصص ہیں۔ مالی

سال 1941-42، جو موجودہ تشخیص کی بنیاد ہے، کہا جاتا ہے کہ اپیل کنندہ نے سات مواقع پر برطانوی ہندوستان کا دورہ کیا تھا اور برطانوی ہندوستان میں اس کے قیام کی کل مدت 101 دن تھی۔ اس عرصے کے دوران انہوں نے جو کچھ کیا اس کا خلاصہ عدالت عالیہ کے ایک قابل جج نے ان الفاظ میں کیا ہے:

اس طرح کے قیام کے دوران، انہوں نے ذاتی طور پر ٹرائل کورٹ اور کورٹ آف اپیل دونوں میں خاندانی زمینوں سے متعلق قانونی چارہ جوئی میں شرکت کی۔ وہ کرائیو ڈی اور مدراس میں انکم ٹیکس حکام کے سامنے پیش ہوتے ہوئے خاندانی آمدنی کی تشخیص سے متعلق انکم ٹیکس کی کارروائی میں بھی شرکت کر رہے تھے۔ ان مواقع میں سے ایک پر، اس نے متعلقہ اتھارٹی سے انٹرویو کرنے کے بعد ٹیکس کی ادائیگی کے لیے وقت میں توسیع حاصل کی۔'

انکم ٹیکس حکام کی طرف سے جن دیگر حقائق پر بھروسہ کیا گیا وہ یہ تھے کہ اس نے کولمبو میں کاروبار کے ساتھ مراسلت کی فائل پیش نہیں کی تاکہ اس بات کا تعین کرنے میں ان کی مدد کی جاسکے کہ آیا کاروبار کا انتظام اور کنٹرول کولمبو میں واقع ہے اور اس نے 25 فروری 1942 کو ہندوستان میں دو شراکت داری کے کاروبار شروع کیے تھے، اور ان کاروباروں کے نفاذ کے بعد کچھ عرصے تک ہندوستان میں رہا۔

اس طرح بیان کردہ حقائق پر، انکم ٹیکس افسر اور اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس نے فیصلہ دیا کہ اپیل کنندہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 14 اے (ب) کے مطابق رہائشی تھا، اور اس لیے اس کی غیر ملکی آمدنی کے حوالے سے قابل تشخیص تھا۔ تاہم انکم ٹیکس ایپیلیٹ ٹریبونل ایک مختلف نتیجے پر پہنچا اور کیس کے پس منظر میں یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اپیل کنندہ نے برطانوی ہندوستان میں اپنے قیام کے دوران انتظامیہ یا کنٹرول کا کوئی عمل انجام دیا تھا اور اس لیے وہ برطانوی ہندوستان سے باہر اپنی آمدنی کے حوالے سے قابل تشخیص نہیں تھا۔ اس نظریے کو مدراس عدالت عالیہ کے ایک جج نے قبول نہیں کیا جس میں قابل چیف جسٹس اور پٹنجلی شاستری جج شامل تھے۔ ان کا موقف تھا کہ ٹریبونل نے اپیل کنندہ کے خاندان کی "رہائش گاہ" کے سوال کا تعین کرنے میں خود کو غلط سمت میں ڈالا تھا اور حقائق

سے ثابت ہوتا ہے کہ خاندانی امور کا کنٹرول اور انتظام مکمل طور پر برطانوی ہندوستان سے باہر واقع ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا تھا، اور اسے انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 4 اے (ب) کے معنی میں برطانوی ہندوستان کا رہائشی سمجھا جانا چاہئے۔ اس اپیل میں اپیل کنندہ نے عدالت عالیہ کے فیصلے کی درستگی پر سوال اٹھایا ہے:

دفعہ 4 اے (ب) کہتا ہے:—

— "اس ایکٹ کے مقاصد کے لیے

ایک ہندو غیر منقسم خاندان، فرم یا فرد کی دوسری انجمن برطانوی ہندوستان میں رہائشی ہے جب تک کہ اس کے معاملات کا کنٹرول اور انتظام مکمل طور پر برطانوی ہندوستان کے باہر واقع نہ ہو۔

اس بات پر غور کیا جائے گا کہ دفعہ 4 اے قابل ٹیکس علاقوں میں (الف) "رہائش" سے متعلق (الف) فرد (ب) ایک ہندو غیر منقسم خاندان، فرم یا افراد کی دوسری انجمن، اور (ج) ایک کمپنی۔ ان معاملات میں سے ہر ایک میں کچھ ٹیسٹ رکھے گئے ہیں، اور جس ٹیسٹ سے ہمارا تعلق ہے وہ دفعہ 4 اے (ب) میں دیا گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ شق بڑی حد تک اس اصول پر مبنی ہے جو انگلینڈ میں کارپوریشنوں کے معاملات پر لاگو کیا جاتا ہے، جس کے حوالے سے قانون کو اس طرح لارڈ لوربرن نے ڈی بیئرز بنام ہسو میں بیان کیا تھا۔

ایک کمپنی نہ کھا سکتی ہے اور نہ سو سکتی ہے، لیکن وہ گھر رکھ سکتی ہے اور کاروبار کر سکتی ہے۔ لہذا ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ واقعی کہاں رہتی ہے اور کہاں کاروبار کرتی ہے۔ چیف بیرون کیلی اور بیرون ہڈلسٹن کا فیصلہ کلکتہ جوٹ ملز بنام نکلسن اور سیسینا سلفر کمپنی بنام نکلسن، تیس سال پہلے، اس اصول کو شامل کیا گیا تھا کہ ایک کمپنی انکم ٹیکس کے مقاصد کے لیے وہاں رہتی ہے جہاں اس کا اصل کاروبار ہوتا ہے۔ تب سے ان فیصلوں پر عمل کیا جا رہا ہے۔ میں اسے حقیقی اصول سمجھتا ہوں، کہ حقیقی کاروبار وہیں ہوتا ہے جہاں اصل میں مرکزی انتظامیہ اور کنٹرول کی پابندی ہوتی ہے۔“

یہ واضح ہے کہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 4 اے (ب) میں جو کہا گیا ہے یہ وہی ہے جو لارڈ لوربرن

نے ان الفاظ کے ذریعے بیان کیا تھا "جہاں پر اصل میں مرکزی انتظامیہ اور کنٹرول رہتا ہے۔

وہ اصول جواب انگلیڈ میں اچھی طرح سے قائم ہیں اور جو سویڈش سنٹرل ریلوے کمپنی لمیٹڈ بنام تھامسن میں بہت واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں، جو اس موضوع کے اہم مقدمات میں سے ایک ہے، کہ فرضی "شخص" جیسے ایک کمپنی کے معاملے میں رہائش کا تصور اتنا ہی فرضی ہے جتنا کہ خود کمپنی، اور رہائش کے مقام کا تعین صرف مشابہت سے کیا جاسکتا ہے، یہ پوچھ کر کہ کمپنی کے امور کا سربراہ اور نشست اور ہدایت کا اختیار کہاں ہے۔ ان الفاظ کا کیا مطلب ہے اس کی وضاحت پختلی شاستری جج نے مندرجہ ذیل اقتباس میں بہت واضح طور پر کی ہے جہاں وہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 4 اے (ب) کے معنی سے متعلق ہیں: "کنٹرول اور مینجمنٹ" موجودہ تناظر میں، کنٹرول اور ہدایت کا اختیار کی نشاندہی کرتا ہے، "سر اور دماغ" جیسا کہ اسے بعض اوقات کہا جاتا ہے، اور "واقع" اس طرح کے اختیار کے کسی خاص جگہ پر کچھ حد تک استحکام کے ساتھ کام کرنے کا اشارہ کرتا ہے، جبکہ "مکمل طور پر" اس طرح کے اختیار کے دو الگ الگ جگہوں کے درمیان تقسیم ہونے کے امکان کو تسلیم کرتا نظر آتا ہے۔

عام اصول کے طور پر، کاروبار کا کنٹرول اور انتظام کسی شخص یا اشخاص کے گروپ کے پاس رہتا ہے، اور پوچھے جانے والا سوال یہ ہے کہ وہ شخص یا اشخاص کا گروپ کاروبار کو کہاں سے کنٹرول یا ہدایت کرتا ہے۔

(2) کمپنی کی طرف سے کسی جگہ پر محض سرگرمی سے مراد رہائش گاہ نہیں ہوتی، جس کے نتیجے میں کمپنی ایک جگہ پر "رہ" رہی ہو اور دوسری جگہ بہت زیادہ کاروبار کر رہی ہو۔

(3) کسی کمپنی کا مرکزی انتظام اور کنٹرول منقسم ہو سکتا ہے، اور یہ گھر رکھ سکتا ہے اور ایک سے زیادہ جگہوں پر کاروبار کر سکتا ہے، اور اگر ایسا ہے تو، اس کے پاس ایک سے زیادہ رہائش گاہیں ہو سکتی ہیں۔

(4) دوہری رہائش کی صورت میں، یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کمپنی کچھ اہم نامیاتی کام دونوں جگہوں پر انجام دیتی ہے، تاکہ حقیقت میں انتظام کے دو مراکز ہے۔

ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ان اصولوں کو ایکٹ کے سیکشن 4 اے (ب) کی مناسب تشریح کو مد نظر رکھنا

ہوگا۔ اس شق میں استعمال ہونے والے الفاظ واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ عام طور پر ایک ہندو غیر منقسم خاندان کو قابل ٹیکس علاقوں میں رہائشی سمجھا جائے گا، لیکن اگر اس معاملے کو شق کے دوسرے حصے کے تحت لایا جاسکتا ہے تو اس طرح کا مفروضہ لاگو نہیں ہوگا۔ دوم، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ لفظ "امور" کا مطلب ان امور سے ہونا چاہیے جو انکم ٹیکس ایکٹ کے مقصد کے لیے متعلقہ ہوں اور جن کا آمدنی سے کچھ تعلق ہو۔ تیسرا، کیس کو استثنیٰ کے تحت لانے کے لیے، ہمیں یہ پوچھنا ہوگا کہ آیا خاندان کے ہدایات کی سمت اور کنٹرول کا مرکز برطانوی ہندوستان کے اندر ہے یا باہر۔ آخر میں، لفظ "مکمل طور پر" یہ بتاتا ہے کہ ایک ہندو غیر منقسم خاندان کے پاس اسی طرح ایک سے زیادہ "رہائش" ہو سکتی ہے جس طرح ایک کارپوریشن کے پاس ہو سکتی ہے۔

اب جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس معاملے میں ان اصولوں کے اطلاق کا نتیجہ کیا ہے، اور کیا یہ مانا جاسکتا ہے کہ اس معاملے میں ٹیکس دہندہ کے خاندان کے امور کا مرکزی کنٹرول اور انتظام منقسم دکھایا گیا ہے۔

ہمیں ایسا لگتا ہے کہ محض حقیقت یہ ہے کہ ٹیکس دہندہ کا کناڈو کا تھن میں ایک مکان ہے، جہاں اس کی ماں رہتی ہے، اس جگہ کو خاندان کے امور کے کنٹرول اور انتظام کا مرکز نہیں کہا جاسکتا۔ نہ ہی ہم موجودہ کیس کے معاملے میں اس حقیقت کو زیادہ اہمیت دینے کے لیے مائل ہیں کہ ٹیکس دہندہ کو ایک جزوی سال میں 101 دن برطانوی ہندوستان میں رہنا پڑتا تھا۔ وہ بلاشبہ اپنی خاندانی جائیداد کے ساتھ ساتھ انکم ٹیکس کی کارروائی کے حوالے سے قانونی چارہ جوئی میں دلچسپی رکھتے تھے، اور محض ان میں حصہ لینے کے لیے ہندوستان آکر، یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انہوں نے اپنے خاندان کے معاملات کے انتظام اور کنٹرول کی جگہ منتقل کر دی ہے، یا اس طرح کے کنٹرول اور انتظام کے لیے دوسرا مرکز شروع کیا ہے۔ یہی رائے دو شراکت داری کے کاروبار کے آغاز پر لاگو ہونا چاہیے، کیونکہ محض "سرگرمی" سے رہائش کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

ہمیں ایسا لگتا ہے کہ عدالت عالیہ کے قابل ججوں نے دفعہ 14 اے (ب) کے معنی کے بارے

میں ایک تنگ نظریہ اختیار کیا ہے، کیونکہ ایسا لگتا ہے کہ وہ اس مفروضے پر آگے بڑھے ہیں کہ صرف اس وجہ سے کہ ٹیکس دہندہ نے مخصوص سال میں برطانوی ہندوستان کے دورے کے دوران اپنے خاندان کے کچھ معاملات میں شرکت کی تھی۔ اس طرح اس نے خود کو قاعدے کے دائرے میں لایا۔ دوسری طرف، ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اس معاملے میں زیادہ درست نقطہ نظر انکم ٹیکس کے ایپیلٹ اسسٹنٹ کمشنر نے مندرجہ ذیل اقتباس میں پیش کیا تھا جو اس کے 24 فروری 1944 کے اپنے حکم نامے میں آتا ہے: "اکاؤنٹنگ مدت کے ایک بڑے حصے کے دوران (12 اپریل 1942 کو ختم ہونے والے سال) ایپیل کنندہ برما اور سیگن میں کاروباروں کو کنٹرول کر رہا تھا اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اس طرح کا کنٹرول صرف کولمبو سے کیا جا رہا تھا۔ کوئی مراسلات یا دیگر ثبوت پیش نہیں کیا گیا جس سے یہ ظاہر ہو کہ کولمبو کی طرف سے برطانوی ہندوستان میں امور کے انتظام کے حوالے سے کوئی ہدایات جاری کی گئی تھیں خاص طور پر کیونکہ یہ ایک غیر مجاز کلرک تھا جو اس طرح کے معاملات دیکھ رہا تھا۔ لہذا مفروضہ یہ ہے کہ جب بھی وہ برطانوی ہندوستان آیا تو ایپیلٹ خود ان امور کو دیکھ رہا تھا اور ہدایات جاری کر کے اختیار کا استعمال کر رہا تھا۔ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ برطانوی ہندوستان میں خاندانی معاملات ہیں۔ کیا اس معاملے میں یہ یقینی طور پر ثابت ہوا ہے کہ اس طرح کے معاملات کا کنٹرول اور انتظام صرف کولمبو میں رہا ہے؟ میرا یہ ماننا ہے کہ یہ میری طرف سے پہلے سے بیان کردہ وجوہات کی بنا پر قائم نہیں کیا گیا ہے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ ایسے حقائق کو ثابت کرنے کی ذمہ داری ٹیکس دہندہ پر تھی جو اس کے معاملے کو اسٹینی کے دائرے میں لائے، جو کہ دفعہ 14 اے (ب) کے آخری حصے میں فراہم کی گئی ہے۔ اپیل کنندہ سے کہا گیا کہ وہ یہ ظاہر کرنے کے لیے ثبوت پیش کرے کہ خاندانی امور کا کنٹرول اور انتظام مکمل طور پر قابل ٹیکس علاقوں سے باہر تھا، لیکن جس خط و کتابت کا انکم ٹیکس کے اسسٹنٹ کمشنر نے حوالہ دیا ہے اور دیگر مادی شواہد جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عام طور پر اور یقیناً ہندوستان والے امور بھی کولمبو سے کنٹرول کیے جا رہے تھے، پیش نہیں کیے گئے تھے۔ اس لیے پوزیشن یہ ہے۔ ایک طرف، ہمارے پاس یہ حقیقت ہے کہ ٹیکس دہندہ کے خاندان کا سربراہ اور کارتا جو اس کے معاملات کو مستقل طور پر کنٹرول اور منظم کرتا ہے کولمبو میں رہتا ہے اور خاندان سیلون میں آباد ہے۔ دوسری طرف، ہمارے پاس برطانوی ہندوستان میں خود کارتا کی طرف سے کیے گئے کچھ اعمال ہیں، جو



اگرچہ خاندان کے معاملات کے لیے ایک سے زیادہ کنٹرول کے مراکز کے وجود کو قائم کرنے کے لیے خود فیصلہ کن نہیں ہیں، لیکن کسی بھی طرح سے غیر متعلقہ بھی نہیں ہیں۔ اور اس وجہ سے اس کو مکمل طور پر خارج بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ان حالات میں، اور ان مادی شواہد کی عدم موجودگی میں جن کا حوالہ دیا گیا ہے، اسسٹنٹ کمشنر کا یہ نتیجہ کہ ایسے حقائق کو ثابت کرنے کی ذمہ داری جو اس کے معاملے کو استثنیٰ کے اندر لائے گی، ٹیکس دہندہ کے ذریعے بجا نہیں لائی تھی اور عام مفروضے کو نافذ کیا جانا چاہیے، ہمیں ایک جائز نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ اس طرح سے، اپیل کو حرجانہ کے ساتھ خارج کیا جانا چاہیے، لیکن ہم یہ مشاہدہ کرنا چاہیں گے کہ چونکہ اس معاملے کا فیصلہ بنیادی طور پر ثبوت کی ذمہ داری کے سوال کے حوالے سے کیا جانا ہے، اس اپیل میں فیصلہ تشخیصی سال تک ہی محدود ہونا چاہیے جس کے متعلق یہ معاملہ ہے، اور اپیل کنندہ کے لیے مستقبل کے سالوں میں مناسب شواہد کے ذریعے یہ ثابت کرنے کا اختیار ہوگا کہ خاندان کے معاملات کا کنٹرول اور انتظام مکمل طور پر برطانوی ہندوستان سے باہر ہے۔

جج مکھر جیا:۔ میں اپنے فاضل بھائی فضل علی جج سے ان کی استدلال اور نتیجہ دونوں سے متفق ہوں۔  
چندر شیکھرا ایئر جج:۔ میں اپنے فاضل بھائی فضل علی جج کے فیصلہ سے اتفاق کرتا ہوں۔

اپیل مسترد کی جاتی ہے۔

اپیلنٹ کا ایجنٹ: ایم ایس کے شاستری

جواب دہندہ کا ایجنٹ: پی اے مہتا۔